دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

ریفرینس نمبر:Lar8289　بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　تاریخ:18-01-2019

بکرا صدقہ کرنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید جو کہ حنفی کہلاتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ (جانور) بکرے ذبح کرنا صرف قربانی، عقیقے، حج و عمرہ کے دم، حج قران و تمتع کے شکرانے کے مواقع پر ہی عبادت ہے، ہاں گوشت کھانا ہے، تو ٹھیک ہے ورنہ ان کے علاوہ عبادت نہیں ہے اور یہ جو صدقے کے بکرے پورے سال لوگ کرتے ہیں، یہ بدعت ہے، جسے ختم کرنا ضروری ہے اور ایسا کرنے والے گنہگار ہیں، ظالم ہیں، اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں ہے۔ صدقے کا فلسفہ غریب کی حاجت پوری کرنا ہے ، وہ حاجت پیسوں سے اور اس کے گھر کے راشن سے پوری ہوتی ہے، بکرے سے پوری نہیں ہوتی۔

شرعی رہنمائی فرمائیں کہ کیا زید کا دعویٰ درست ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

زید کا یہ قول "بکرے ذبح کرنا صرف قربانی، عقیقے، حج و عمرہ کے دم، حج قران و تمتع کے شکرانے کے مواقع پر ہی عبادت ہے، ہاں گوشت کھانا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ان کے علاوہ عبادت نہیں ہے، لہذا صدقے کے لیے بکرے ذبح کرنا گناہ اور ظلم ہے" سراسر غلط ہے۔

تفصیل اس میں یہ ہے کہ:

(الف) نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان زندہ بکری بھی صدقہ کیا کرتے تھے اور ذبح کر کے بھی اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بھی بکری کے گوشت کے صدقہ کے مقبول ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔ بخاری، مسلم، سنن نسائی، صحیح ابن حبان اور مسند احمد وغیرہ میں روایت ہے: (واللفظ لمسلم) "عن ابن عباس قال: تصدق علی مولاۃ لمیمونۃ بشاۃ فماتت فمر بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ھلا أخذتم اھابھا فدبغتموہ فانتفعتم بہ؟ فقالوا: انھا میتۃ فقال: انما حرم أکلھا" ترجمہ: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، فرمایا: حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کی لونڈی پر ایک بکری صدقہ کی گئی، تو وہ مر گئی، پس رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا اس پر سے گزر ہوا، تو فرمایا: تم نے اس کی کھال لے کر اسے دباغت کر کے اس سے نفع کیوں نہ

اٹھایا؟ توانہوں نے عرض کی: یہ مردار ہے۔ پس فرمایا: اس کا صرف کھانا حرام ہے۔

(الصحیح لمسلم، کتاب الحیض، باب طھارۃ جلود المیتۃ بالدباغ، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سنن ترمذی میں ہے: ”عن عائشة أنهم ذبحوا شاة فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ما بقي منها؟ قالت: ما بقي منها إلا كتفها قال: بقي كلها غير كتفها هذا حديث صحيح“ ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی، تو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس میں سے کیا باقی رہا؟ انہوں نے عرض کی: اس میں سے کچھ باقی نہ رہا، مگر اس کا کندھا باقی رہا، فرمایا: اس کے کندھے کے سوا سب کچھ باقی رہ گیا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

(سنن ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ الخ، ج04، ص644، مصطفی البابی الحلبی، مصر)

مسند احمد میں ہے: ”عن أم سلمة أن امرأة أهدت لها رجل شاة تصدق عليها بها فأمرها النبي صلى الله عليه وسلم أن تقبلها“ ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے ان کو اس بکری کی ٹانگ ہدیہ کی، جو بکری اس عورت پر صدقہ کی گئی تھی، تو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسے قبول کرنے کا فرمایا۔

(مسند احمد، ج44، ص242، موسسۃ الرسالۃ)

المعجم الاوسط اور المعجم الکبیر میں ہے: ”عن سعد بن عبادة قال: جئت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت: توفيت أمي ولم توص ولم تتصدق فهل يقبل إن تصدقت عنها؟ قال: نعم، قال: فهل ينفعها ذلك؟ قال: نعم ولو بكراع شاة محترق“ ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی اور نہ صدقہ کیا۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں، تو کیا قبول ہو جائے گا؟ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: تو کیا یہ ان کے لیے نفع مند ہو گا؟ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں، اگرچہ صدقے میں بکری کا جلا ہوا پایا ہی ہو۔

(المعجم الاوسط، ج07، ص277، مطبوعہ دار الحرمین، القاھرۃ)

اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کم سے کم بات ارشاد فرمائی کہ اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہی صدقہ کرو، تو اس کا فائدہ میت کو ہو گا، مطلب یہ کہ چاہے پوری بکری صدقہ کر دو اور چاہے اس کا کھر اور وہ بھی جلا ہوا، دونوں صورتوں میں مقبول ہو گا اور میت کو نفع دے گا۔

(ب) نیز صدقہ کے لیے بکرا ذبح کرنے سے مقصود فقراء کو گوشت کھلانا ہوتا ہے، تو وہ تمام احادیث جن میں کھانا کھلانے، کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے کے فضائل وارد ہیں، وہ سب اس کام کے ثواب ہونے کے لیے واضح دلیل ہیں۔ ایک روایت مرفوع بیان کی جاتی ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”من اطعم اخاه حتى يشبعه وسقاه من الماء حتى يرويه باعده الله من النار سبع خنادق مابين كل خندقين مسيرة خمس مائة عام“ ترجمہ: جو اپنے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، پیاس بھر پانی پلائے اللہ تعالی اسے دوزخ سے سات کھائیاں دور کر دے گا۔ ہر کھائی سے دوسری تک پانچ

سو برس کی راہ ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ج13، ص54، القاھرۃ)

اور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک تو رقم صدقہ کرنے کے مقابلے میں کھانا کھلانا زیادہ محبوب تھا۔ الترغیب والترہیب میں ہے: "لان اطعم اخالی فی اللہ لقمة احب الی من ان اتصدق علی مسکین بدرھم۔۔۔۔ رواہ أبو الشیخ أیضا فیه ولعله موقوف کالذي قبله" ترجمہ: بے شک میرا اپنے کسی دینی بھائی کو اللہ عزوجل کے لئے ایک نوالہ کھلانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مسکین کو ایک درہم دوں۔۔۔۔۔ اسے بھی ابو شیخ نے شوارب میں روایت کیا ہے اور شاید یہ بھی ما قبل روایت کی طرح موقوف ہے۔ (الترغیب والترھیب للمنذری، ج02، ص38، دار الکتب العلمیة، بیروت)

(ج) غمز العیون میں صراحت ہے کہ صدقہ کرنے کے لیے ذبح کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ الاشباہ والنظائر میں ہے: "والذبح قد یکون لأکل فیکون مباحا أو مندوبا" ترجمہ: اور جانور کا ذبح کرنا کبھی کھانے کے لیے ہوتا ہے اور اس صورت میں یہ یا تو مباح ہوگا یا مستحب۔

اس کے تحت غمز عیون البصائر میں ہے: "قوله: أو مندوبا کالذبح بنیة التصدق علی الفقراء" ترجمہ: مصنف نے جو فرمایا کہ کھانے کے لیے جو جانور ذبح کیا جاتا ہے وہ کبھی مستحب ہوتا ہے، اس کی مثال فقراء پر صدقہ کرنے کی نیت سے ذبح کرنا ہے۔

(غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر، الفن الاول، القاعدۃ الثانیة: الامور بمقاصدھا، ج1، ص120، دار الکتب العلمیة، بیروت)

(د) اسی طرح فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ مرض کے طاری ہونے یا اس سے شفا پانے کے وقت جو جانور ذبح کیا جاتا ہے، اس سے مقصود بھی گوشت کا صدقہ کرنا ہوتا ہے اور اوپر گزرا کہ گوشت صدقہ کرنے کے لیے جانور ذبح کرنا مستحب ہے، تو ثابت ہوا کہ مرض وغیرہ مصائب کے طاری ہونے یا ان سے شفا پانے کے وقت بھی جانور ذبح کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ رد المحتار میں ہے: "الذبح عند وضع الجدار أو عروض مرض أو شفاء منه لا شک في حله لأن القصد منه التصدق" ترجمہ: دیوار رکھنے کے وقت یا مرض کے پیش آنے یا اس سے شفا پانے کے وقت جو ذبح کیا جائے، تو اس جانور کے حلال ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، کیونکہ اس سے مقصود صدقہ کرنا ہوتا ہے۔ (رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الذبائح، ج06، ص309، دار الفکر، بیروت)

(ہ) نیز فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ جب ذبح کرنے میں مصلحت ہو، تو جانور ذبح کرنا، جائز ہے اور دوسروں کو کھانا کھلانا، یقیناً مصلحت ہے، لہذا اس کے لیے ذبح کرنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ مجمع الانھر میں ہے: "والذبح للمصلحة جائز" ترجمہ: اور مصلحت کے لیے ذبح کرنا، جائز ہے۔ (مجمع الانھر، باب الغنائم وقسمتھا، ج01، ص641، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے: "خود امام الطائفہ در تقریر ذبیحہ سراید " اگر شخصے بُزے را خانہ پرور کند تا گوشت او خوب شود اُورا ذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ خواندہ بخوراند خللے نیست۔" ترجمہ: خود امام الطائفہ نے تقریر ذبیحہ میں یہ نغمہ سرائی کی ہے: اگر کوئی شخص کسی بکری کو گھر میں پالے تا کہ اس کا گوشت عمدہ ہو، اس کو ذبح کرکے اور پکا کر حضرت

غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی فاتحہ پڑھ کر کھلائے، تو کوئی خلل نہیں ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج09، ص577،578، رضافاونڈیشن، لاھور)

(و) فقہاء کرام نے فرمایاہے کہ اگر منت مانی کہ "میں شفایاب ہو گیایا سمندر سے صحیح سلامت بچ گیا، تو مجھ پر بکری ذبح کرنالازم ہے یامیں بکری ذبح کروں گا، تو وہ منت لازم ہو جائے گی "اور منت کے بارے میں قاعدہ ہے کہ منت اسی صورت میں درست ہو گی، جبکہ ایسی چیز کی منت مانی جائے، جو عبادت مقصودہ ہو، اس سے پتا چلا کہ صدقہ کے لیے بکرا ذبح کرنا عبادت مقصودہ ہے، لہٰذا فقراء پر صدقہ کرنے کے لیے بکرا ذبح کرنا بھی عبادت ہے۔ ردالمحتار میں ہے: في الخانية قال: إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة فبرئ لا يلزمه شيء إلا أن يقول فلله علي أن أذبح شاة وهي عبارة متن الدرر وعللها في شرحه بقوله لأن اللزوم لا يكون إلا بالنذر والدال عليه الثاني لا الأول فأفاد أن عدم الصحة لكون الصيغة المذكورة لا تدل على النذر أي لأن قوله ذبحت شاة وعد لا نذر، ويؤيده ما في البزازية لو قال إن سلم ولدي أصوم ما عشت فهذا وعد لكن في البزازية أيضا إن عوفيت صمت كذا لم يجب ما لم يقل لله علي وفي الاستحسان يجب ولو قال: إن فعلت كذا فأنا أحج ففعل يجب عليه الحج فعلم أن تعليل الدرر مبني على القياس و الاستحسان خلافه" ترجمہ: خانیہ میں ہے، کسی نے کہا: "اگر میں اپنے اس مرض سے شفا پا گیا، تو ایک بکری ذبح کروں گا۔" پھر وہ شفایاب ہو گیا، تو اس پر کچھ لازم نہیں ہو گا، مگر یہ کہ وہ کہے: "مرض سے شفا پا گیا، تو اللہ تعالی کے لیے مجھ پر لازم ہے کہ میں بکری ذبح کروں" اور یہ درر کے متن کی عبارت ہے اور اس کی شرح میں اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ لزوم صرف نذر کی وجہ سے ہوتا ہے اور نذر پر دوسرا جملہ دلالت کرتا ہے پہلا نہیں۔ پس انہوں نے اس بات کا افادہ کیا کہ پہلی صورت میں منت کا صحیح نہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ مذکورہ صیغہ منت پر دلالت نہیں کرتا یعنی اس لیے کہ اس کا یہ قول کہ: "بکری ذبح کروں گا۔" وعدہ ہے، منت نہیں ہے اور اس کی تائید اس مسئلے سے ہوتی ہے، جو بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ "اگر میرا بیٹا سلامت رہا، تو میں زندگی بھر روزے رکھوں گا۔" تو یہ وعدہ ہے، لیکن بزازیہ میں یہ بھی ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ "اگر مجھے عافیت ملی، تو میں اتنے روزے رکھوں گا۔" تو اس پر روزے رکھنا واجب نہیں ہوں گے، جب تک وہ یہ نہ کہے کہ "اللہ تعالی کے لیے مجھ پر لازم ہے۔" اور استحساناً واجب ہوں گے اور اگر کہے: "اگر میں نے ایسا کیا، تو میں حج کروں گا" پھر اس نے ایسا کیا، تو اس پر حج واجب ہو گا۔ پس اس سے پتا چلا کہ درر کی تعلیل قیاس پر مبنی ہے اور استحسان اس کے برخلاف ہے۔

(ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الایمان، ج03، ص740، دار الفکر، بیروت)

ردالمحتار میں ہے: " الذبح عند وضع الجدار أو عروض مرض أو شفاء منه لا شك في حله لأن القصد منه التصدق - حموی و مثله النذر بقربان معلقا بسلامته من بحر مثلا فيلزمه التصدق به على الفقراء فقط كما في فتاوى الشلبي " ترجمہ: دیوار رکھنے کے وقت یا مرض کے پیش آنے یا اس سے شفا پانے کے وقت جو ذبح کیا جائے، تو اس جانور کے حلال ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، کیونکہ اس سے مقصود صدقہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ حموی میں ہے اور اسی کی مثل ہے: جانور قربان کرنے کی منت ماننا، جو اس کے مثلاً سمندر سے سلامت رہنے پر معلق ہو، تو اس پر لازم ہو جائے گا کہ اسے صرف

فقراء پر صدقہ کرے۔ جیسا کہ فتاوی شلبی میں ہے۔

(ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الذبائح، ج06، ص309، دار الفکر، بیروت)

اور منت کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جس چیز کی منت مانی جائے، وہ عبادت مقصودہ ہو، اس کے حوالے سے منحۃ الخالق میں ہے: " قال في البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض وتشييع الجنازة والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والأذان وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلک وإن كانت قربا لأنها غير مقصودة فهذا صريح في أن الشرط كون المنذور نفسه عبادة مقصودة لا ما كان من جنسه ويدل عليه أنهم صححوا النذر بالوقف لأن من جنسه واجبا وهو وقف مسجد للمسلمين وقد علمت أن بناء المسجد غير مقصود " ترجمہ: بدائع میں فرمایا: اور منت کی شرائط میں سے یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانی جائے، وہ قربت مقصودہ ہو، پس مریض کی عیادت اور جنازہ کے ساتھ جانے اور وضو غسل کرنے اور مسجد میں داخل ہونے اور مصحف شریف کو چھونے اور اذان اور سرائے خانے اور مساجد بنانے وغیرہ کاموں کی منت درست نہیں۔ یہ کام اگرچہ قربت یعنی عبادت ہیں، لیکن قربت مقصودہ نہیں، تو یہ اس بات میں صریح ہے کہ منت کے درست ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانی جائے، وہ کام خود عبادت مقصودہ ہو، جس کی جنس سے یہ ہے، اس کا عبادت مقصودہ ہونا شرط نہیں اور اس پر دلیل یہ مسئلہ ہے کہ فقہاء نے وقف کی منت کو درست قرار دیا ہے، کیونکہ اس کی جنس سے واجب ہے اور وہ ہے مسلمانوں کے لیے مسجد کو وقف کرنا اور آپ جان چکے ہیں کہ مسجد بنانا عبادت غیر مقصودہ ہے۔

(منحۃ الخالق مع البحر الرائق، کتاب الایمان، ج04، ص321، دار الکتاب الاسلامی، بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے بھی وضاحت فرمائی ہے کہ گوشت صدقہ کرنے کے لیے ذبح کرنا ثواب کا کام ہے۔ چنانچہ کسی نے ایصال ثواب کے لیے ذبح کرنے کو شرک کہا اور اس پر دلیل دیتے ہوئے کہا: "اس ذبح کے بدلے گوشت خرید کر تصدق کرنا ان کے نزدیک کافی نہیں ہوتا، تو معلوم ہوا کہ ایصال ثواب مقصود نہیں، بلکہ خاص ذبح للغیر و شرک صریح مراد ہے، اگرچہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مطلب صرف ایصال ثواب ہی ہے"

اس کا جواب دیتے ہوئے امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے فرمایا: " اقول: اس سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ خاص ذبح مراد ہے، ذبح للغیر کہاں سے نکلا؟ **کیا ثواب ذبح کوئی چیز نہیں یا گوشت دینے میں وہ بھی حاصل ہو جاتا ہے؟**"

(فتاوی رضویہ، ج20، ص276، 277، رضا فاونڈیشن، لاہور)

(ز) صدقے میں جانور ذبح کرنے کی ترجیحات:

صدقہ کے لیے بکرا ذبح کرنے میں دو ثواب ہیں: ایک ذبح کا (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا) اور دوسرا گوشت صدقہ کرنے کا، جبکہ رقم دینے یا دوسرا کوئی راشن دینے میں فقط ایک ہی ثواب ہے یعنی صدقہ کرنے کا اور یہ بات عقلاً و نقلاً ثابت ہے کہ جس میں صرف صدقہ کرنے کا ثواب ہو، اس کے مقابلے میں اس نیکی کی زیادہ اہمیت ہے، جس میں صدقہ کا بھی ثواب ہو اور دوسری نیکی کا بھی۔ صحیح ابن خزیمہ میں ایک باب باندھا گیا ہے، جس کا عنوان ہے: " باب استحباب إيثار المرء بصدقته قرابته دون الأباعد لا نتظام

الصدقة وصلة معا بتلک العطیة" ترجمہ: باب اس چیز کے بارے میں کہ غیروں کے بجائے قریبی رشتہ داروں کو صدقہ دینے میں ترجیح دینا مستحب ہے کہ اس میں ایک ہی عطیہ میں صدقہ اور صلہ دو نیکیاں ہیں۔

(صحیح ابن خزیمہ، ج04، ص77، المکتب الاسلامی، بیروت)

اور فقہاء کرام نے قربانی کے ایام میں جانور کی قیمت صدقہ کرنے کے مقابلے میں قربانی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: " (والتضحية فيها) أي في أيام النحر (أفضل من التصدق بثمن الأضحية)۔۔۔لأن فيها جمعا بين التقرب بإراقة الدم والتصدق۔۔۔۔ ولا شك أن الجمع بين القربتين أفضل" ترجمہ: ایام نحر میں قربانی کرنا جانور کی قیمت کو صدقہ کرنے کے مقابلے میں افضل ہے اس لیے کہ اس میں خون بہانے اور صدقہ کرنے کی نیکیوں کو جمع کرنا ہے اور شک نہیں کہ دو نیکیوں کو جمع کرنا افضل ہے۔ (العنایۃ شرح الھدایۃ، کتاب الاضحیۃ، ج09، ص513، دار الفکر، بیروت)

نیز یہ بیان کیا گیا ہے کہ تجربہ سے ثابت ہے کہ جان کا صدقہ دینا بلائیں دور کرنے میں زیادہ موثر ہے، تو اس وجہ سے صدقے میں بکرا دینے کو ترجیح حاصل ہوئی۔ چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے: " شیرینی یا کھانا فقراء کو کھلائیں، تو صدقہ ہے اور اقارب کو تو صلہ رحم اور احباب کو تو ضیافت اور یہ تینوں باتیں موجب نزول رحمت و دفع بلاو مصیبت ہیں۔۔۔ یہی حال بکری ذبح کرکے کھلانے کا ہے، **مگر تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جان کا صدقہ دینا زیادہ نفع رکھتا ہے۔**"

(فتاوی رضویہ، ج24، ص185، 186، رضا فاونڈیشن، لاہور)

(ح) جب زید خود یہ کہہ رہا ہے کہ گوشت کھانے کے لیے بکرا ذبح کرنا درست و جائز ہے، تو اب وہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ صدقے کے لیے بکرا ذبح کرنا درست نہیں؟ کیونکہ صدقے کے لیے بکرا اسی لیے ذبح کیا جاتا ہے کہ فقراء کھائیں، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

(ط) زید جب اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ صدقہ کا فلسفہ غریب کی حاجت پوری کرنا ہے اور گھر کا راشن دینا بھی حاجت پوری کرنا ہے، تو یہ کیوں نہیں تسلیم کرتا کہ بکرا دینا بھی حاجت پوری کرنا ہے؟ کیونکہ بکرا بھی تو گھر کے راشن کا ایک حصہ ہے۔

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد عرفان مدنی

11 جمادی الاولی 1440ھ/18 جنوری 2019ء

الجواب صحیح

محمد ہاشم خان عطاری مدنی

خوفِ خدا و عشقِ مصطفےٰ کے حصول کیلئے ہر ہفتے کو عشا کی نماز کے بعد امیر اہلِ سنّت کا مدنی مذاکرہ دیکھنے سننے اور ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک، دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں بہ نیتِ ثواب ساری رات گزارنے کی مدنی التجا ہے

نوٹ! دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے یا تحریر کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج daruliftaahlesunnat کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔